حفاظتِ قرآن اور اس کے مختلف طریقے

حضرت مولانا مفتی سحبان محمود صاحبؒ

قرآنِ کریم ہمہ پہلو معجزہ ہی معجزہ ہے، اور کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا قیامت تک باقی رہنے والا کلام ہے۔ رب العزت نے اس کی کلی حفاظت کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون﴾ یعنی ہم نے قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ حفاظت نہ صرف حروف والفاظ اور اعراب و حرکات کی فرمائی گئی ہے بلکہ اس کے معانی ومطالب کی بھی حفاظت منجانب اللہ کی گئی ہے۔ چونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے کہ جو کچھ بھی یہاں رونما اور ظاہر ہوتا ہے وہ اسباب ووسائل کے ماتحت ہوتا ہے، اس لئے رب کریم نے امت مسلمہ کو اپنے بے حساب اجر وثواب سے نوازنے کے لئے اس کی حفاظت کا ذریعہ اسے اس طرح بنایا کہ جن ممکنہ طریقوں سے اس کی کماحقہ حفاظت ہوسکتی تھی وہ اس امت کو عطا فرمادیئے۔

سب سے پہلے اس کی حفاظت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ کرائی گئی۔ ان حضرات نے خداوند ذوالجلال کے اس کلام معجز کی ہر پہلو سے حفاظت فرمائی۔ حفاظت قرآن کا سب سے موثر طریقہ اس کو حفظ کرنا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات جو فہماً اور حفظاً تمام عالم میں ممتاز تھے اور جن کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ اپنے نسب کے علاوہ اپنے گھوڑوں اور جانوروں کا نسب بھی ان کو دور تک یاد تھا اور جو سوسو اشعار والے قصائد صرف ایک مرتبہ سن کر اسی مجلس میں بعینہ حفظاً سنادیا کرتے تھے ان حضرات نے اس کلام ربانی کو اپنے سینوں میں محفوظ کر کے اپنے قلب کو منور کیا اور ہزاروں کی تعداد ان حضرات کی حافظ قرآن تھی۔

علاوہ ازیں ان ہی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کلام کو لکھ کر اس کی حفاظت کی۔ رب ذوالجلال کے اس کلام کی کتابت تین مراحل میں ہوئی۔ چنانچہ اس کلام معجز کی کتابت عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی

ہوئی اور عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کاتبین وحی کی تعداد چالیس تک جا پہنچتی ہے۔ جن میں خلفاء اربعہ کے علاوہ حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابی کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ اہم ہیں۔ البتہ اس زمانے میں کاغذ کی کمیابی کی وجہ سے آیاتِ کلام ربانی پتھر کی سلوں، چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں، درخت کے پتوں اور جانوروں کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں، البتہ کبھی کاغذ کے ٹکڑے بھی استعمال فرمائے گئے۔ (عمدۃ القاری)

دوسرا مرحلہ: جب جنگ یمامہ کا واقعہ پیش آیا جس میں حفاظِ کرام کی کثیر تعداد (تقریباً چار سو) اس میں شہید ہوگئی تھی۔ ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ نے کسی مجلس میں حاضرین سے کسی آیت کے متعلق سوال کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ آیت تو سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کے پاس تھی اور وہ شہید ہوگئے ہیں تو حضرت عمرؓ نے انا اللہ پڑھا اور یہیں سے ان کو جمع قرآن کا داعیہ پیدا ہوا اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں آئے اور ان سے جمع قرآن کے سلسلے میں بات کی۔ چند مرتبہ کے مکالمہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی اس مسئلے میں شرح صدر ہوگیا اور انہوں نے اس کام کو کرنے کی حامی بھر لی اور اس سلسلے میں حضرت زید بن ثابتؓ سے بات کی۔ حتیٰ کہ ان کو بھی شرح صدر ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا سربراہ حضرت زیدؓ کو مقرر کیا اور ان کی اعانت کے لئے حضرت ابی بن کعبؓ کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان حضرات نے نہایت جانفشانی اور احتیاط کے ساتھ ان آیات قرآنی کو یکجا کرنا شروع کیا جو مختلف اشیاء پر کتابۃً محفوظ تھیں یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یاد تھیں۔ حتیٰ کہ ایک نسخہ تیار ہوگیا جس میں اجزاء تو یکجا ہوگئے لیکن سورتوں میں ترتیب نہ تھی اور اب اس مرحلہ میں قرآن کریم باعتبار آیات مرتب ہوگیا تھا۔

تیسرا مرحلہ: حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ خلافت میں جب مسلمانوں کی سلطنت میں وسعت ہوئی اور لوگ فوج در فوج دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان نومسلموں کو قرآن کی تعلیم دینا شروع کی اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ قرآن کریم سات قراءات میں نازل ہوا تھا اور مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قراءات کے مطابق سیکھا تھا۔ اس لئے ہر صحابیؓ نے اپنے شاگردوں کو اسی کے مطابق قرآن پڑھایا جس کے مطابق اس نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ چنانچہ قراءات کا اختلاف دور دراز کے ممالک تک پھیل گیا اور یہ بات ان ممالک میں مشہور نہ ہوسکی کہ قرآن کریم سات قراءات میں نازل ہوا ہے۔ ایک صحابی کے شاگرد دوسرے صحابی کے شاگردوں کی تغلیط کرنے لگے۔ جس سے امت مسلمہ کے ایک عظیم فتنہ میں گھر جانے کا اندیشہ پیدا ہوا، جس کے سد باب کے لئے یہ ضروری تھا کہ پورے عالم اسلام میں ایسے نسخے پھیلا دیئے جائیں جن میں ساتوں قراءات یکجا ہوں۔ چنانچہ یہ عظیم الشان کارنامہ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور خلافت میں انجام دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن کریم کے متعدد معیاری نسخے تیار فرمانے کے بعد وہ تمام نسخے جو مختلف صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس انفرادی طور پر تھے حاصل کر کے نذر آتش کر دیئے تاکہ امت مسلمہ رسم الخط اور مسلمہ قراءات نیز سورتوں کی ترتیب میں متحد ہو جائے۔

حفاظت قرآن کا یہ مختصر سا نمونہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور کا تھا۔ حضرت تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں یہی سلسلہ رہا کہ ایک ہی شخص حافظ قرآن، مفسر قرآن اور علم قراءات کا ماہر ہوتا تھا۔ پھر جیسے جیسے صلاحیتوں میں کمزوری آتی گئی ویسے ویسے حفاظت قرآن کی خدمت امت مسلمہ کے مختلف طبقوں میں تقسیم ہوتی رہی۔ چنانچہ حضرات علماء مفسرین نے قرآن کریم کے معانی و مطالب، تفسیر و تشریح اور مراد خداوندی کی حفاظت فرمائی۔ حضرت قراء و مجودین نے اس کی مختلف قراءات، ادائیگی حروف اور مخارج و صفات کی حفاظت کی اور حضرات حفاظ نے اس کے الفاظ کو اپنے سینوں میں محفوظ کر کے یہ خدمت انجام دی۔ اس طرح صحیح مسلم شریف کی حدیث میں بیان کی ہوئی پیش گوئی پوری ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا کہ ﴿ونزل علیك كتابا لا يغسله الماء﴾ یعنی ہم آپ کے اوپر کتاب نازل کرنے والے ہیں جسے پانی نہیں دھو سکے گا۔ مطلب یہ ہے کہ کاغذ اور قلم سے لکھی ہوئی کتابیں تو حوادث و آفات کی زد میں آکر دنیا سے مٹ جاتی ہیں، چنانچہ تورات و انجیل وغیرہ کا جو حشر ہوا اور ہو رہا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے لیکن قرآن کریم کو اس طرح سینوں میں محفوظ کر دیا جائے گا کہ اس کا ضائع ہونا تو کجا معمولی سے تغیر و تبدل کا بھی خطرہ نہ رہے گا۔

یہ کلام ربانی کہ جس کی حفاظت کا وعدہ خود رب العزت نے ﴿وانا له لحافظون﴾ فرما کر کیا ہے، اس کے الفاظ، حروف، نقطے، حرکات حتیٰ کہ متشابہات وغیرہ کروڑوں مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کے سینوں میں محفوظ ہیں تو کس طرح کوئی اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے اور اگر کسی نے ایسی ناپاک جرات کی تو امت کے انہی حفاظ و قراء نے اس کو ناکام بنا دیا۔

جب تک دنیا میں قرآن کریم موجود ہے، اس وقت تک اس کی حفاظت کرنے والے لاتعداد خوش نصیب بھی دنیا میں رہیں گے جو تقریراً و تحریراً اس کی حفاظت کی خدمت انجام دیتے رہیں گے لیکن ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایسی محیر العقول ہستیاں پیدا فرماتا رہا ہے اور فرماتا رہے گا جو اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے طبقہ میں ممتاز اور خدمت قرآن کریم میں لوگوں کے مزاج و ضرورت کے مطابق جدت طرازی پر عمل کر کے دونوں جہان کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتی ہیں۔ ان کا اوڑھنا، بچھونا، سونا اور جاگنا صرف خدمت قرآن کریم ہوتا ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين

☆......☆......☆